مولانا محمد عبدالرشید نعمانی (پہلی قسط)

کیا حساب تقویم کی رُو سے سنہ ہجری کے دن اور تاریخ کا تعیّن ہو سکتا ہے؟

فرنگیوں کے دورِ اقتدار سے پہلے ہمارے یہاں سنہ ہجری نبوی کا عام رواج تھا اور روزمرہ کی زندگی میں تمام چھوٹے بڑے واقعات کے سلسلہ میں ہم اسی سنہ کے ماہ و تاریخ کو استعمال کیا کرتے تھے، چنانچہ اسی دستور کے مطابق تمام مسلمان مورخین واقعہ نگاری کے سلسلہ میں ہر دن کی وہی تاریخ قلمبند کرتے تھے جو اس روز اُنکے یہاں رویتِ ہلال کے شرعی ثبوت کی بناء پر ہوتی تھی، لیکن فرنگیوں کے عہد اقتدار میں ہمارے ملک میں سنہ عیسوی میلادی کا اتنا رواج ہوا کہ اس نے ہماری روزمرہ کی زندگی میں وہی جگہ لے لی جو اس سے پہلے ہمارے یہاں سنہ ہجری نبوی کی تھی، اور اسی انقلاب کا اب یہ اثر ہے کہ ہمارے مصنّفین جب گذشتہ واقعات کی تاریخ لکھنے بیٹھتے ہیں تو پہلے دن اور تاریخ کا تعین سنہ مسیحی میلادی سے کرتے ہیں، پھر اگر ضرورت ہوتی ہے تو کسی تقویم کی مدد سے جو اسی کلیۂ حساب پر مبنی ہوتی ہے، جو سنہ مسیحی میلادی کے اعتبار سے دن اور تاریخ کے استخراج کے لیے وضع کیا گیا ہے، سنہ ہجری نبوی کے دن اور تاریخ کو مطابق کر دیتے ہیں، اس طرز عمل سے بعض لوگوں کو یہاں تک غلط فہمی ہو گئی ہے کہ مسلمان مورخین نے واقعات کے سلسلہ میں جس دن اور تاریخ کا ذکر کیا ہے اگر وہ اس تقویم اور کلیۂ حساب کے مطابق نہ ہوں تو قطعًا غلط ہیں،

اسی غلط فہمی میں انہوں نے بہت سے مسلمہ تاریخی حقائق کا نہایت شد و مد سے انکار کیا ہے، وسراسران کی نادانی اور علم تقویم سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ "تاریخ ہجری" میں مہینوں کا شمار "رویت ہلال" سے ہوتا ہے نا کہ منجموں کے حساب وشمار سے، اس لیے تمام مسلمان مورخین واقعات کی تفصیلات بتاتے وقت اسی دن اور تاریخ کا ذکر کرتے ہیں جو رویت ہلال کے حساب سے اس وقت ان کے یہاں ہوتی ہے، اور اہل علم یہ بھی جانتے ہیں کہ اختلاف مطالع کے اعتبار سے چاند دیکھنے میں مختلف ملکوں کے اندر ایک دو دن کا فرق ہو جانا معمولی بات ہے، اس لیے ایک دو دن کے معمولی فرق کی بنا پر مورخین کی تکذیب کرنا دانشمندی نہیں ہے،

رُؤیتِ ہلال سے تعیینِ اوقات

"رویت ہلال" سے تعیین اوقات کی تعلیم خود قرآن عظیم میں موجود ہے:۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ	آپ سے لوگ نئے چاندوں کے بارے میں
قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ	دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں کے
(سورۂ بقرہ رکوع)	لیے اور حج کے لیے مقررہ اوقات ہیں ۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی معاملات یا شرعی حسابات سب میں دنوں، مہینوں، اور سالوں کی تاریخوں کا حساب رویت ہلال سے ہوگا، ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی تفسیر بحر مواج میں آیت بالا کی تفسیر کرتے ہوئے، رقمطراز ہیں:۔

معنیٰ آنست بگو ماہہائے نو از	معنیٰ یہ ہیں کہ آپ فرمائیے، ماہہائے نو زالی
بدائع مخلوقات است مر مردمان را علامات	مخلوقات میں سے ہیں، یہ لوگوں کے لیے اوقات
اوقات است کہ بدان تقدیر مناسب [illegible]	کی نشانیاں ہیں، جن کے ذریعہ وہ قرضوں کی
[illegible] و مدت عمرہا و عدت زنان و مدت	میعاد کے مناسب اندازے، عمروں کی مدت،
حمل داوضع ایشان و ماہ رمضان	عورتوں کی عدت، ان کے خاص حالات،
کہ ماہ صیام است و ماہ عید کہ از	حمل کی مدت، ماہ رمضان جو روزوں کا مہینہ
شعائر اسلام است و مانند آن	ہے، ماہ عید جو شعائر [illegible] ہے

بدانند
اوقات ... دینی و دنیوی و معرفت شہور و سنین بجا آوردہ و محافظت کردن توانند۔

ہے، سال کا اہتمام جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مشروط ہے، اور اسی طرح دوسری چیزیں معلوم کرتے ہیں اور دین و دنیا کے کاروبار اور سالوں کا پہچاننا اور ان کی نگہداشت کرنا ان ہی کی بدولت ان کے لیے ممکن ہوتا ہے۔

وعلامت وقت حج و زیارت بیت اللہ کہ از معظمات ارکان اسلام است دو ماہ شوال و ذی القعدہ و دہ روز ذی الحجہ از غرہ شوال یعنی از عید الفطر تا عید الاضحیٰ و درین ادائے اعمال حج از سنن و واجبات و فرائض شود۔

نیز یہ حج و زیارت بیت اللہ کے وقت کی علامت ہیں، جو اسلام کے بڑے ارکان میں سے ہے، یعنی شوال اور ذیقعدہ کے دو مہینے اور ذی الحجہ کے دس دن جو غرۂ شوال یعنی عید فطر سے لے کر عید قرباں تک کا زمانہ ہے، اس زمانہ میں حج کے اعمال اور اس کے سنن، واجبات و فرائض ادا کیے جاتے ہیں۔

اگرچہ مواقیت کے عموم میں حج بھی آجاتا ہے، لیکن خاص طور پر اس کا دوبارہ اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں نے حساب شمسی کے مطابق حج کرنا شروع کر دیا تھا، اور حساب شمسی سے مطابقت کی غرض سے نسئ و لوند سے کام لے کر قمری مہینوں میں ادل بدل کر دیا کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ حج کے بارہ میں بھی انہیں رویت ہلال سے حساب لگانے کا پابند بنا دیا، علماء نے تصریح کی ہے کہ رویت ہلال کا اہتمام و انضباط فرض کفایہ ہے، تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے اپنے تمام کاروبار

تفسیر حسینی ... صفحہ ۲۰۹ طبع نول کشور ۱۲۹۷ھ ... اس کتاب کے قلمی نسخے ہند و پاک کے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ یہ نہایت عمدہ تفسیر ہے اور ہندوستان کے علمی کارناموں میں ایک شاندار کارنامہ ہے۔ کاش کوئی علمی ادارہ اس اہم تفسیر کو شائع کرنے پر آمادہ ہو جاتا۔ مطبع نول کشور میں اس کی صرف پہلی جلد چھپی ہے اور وہ بھی اغلاط سے مملو ہے۔ پوری کتاب چار ضخیم جلدوں میں ہے۔

میں ماہ و سال اور دن اور تاریخ کی تعین کے لیے ہمیشہ "رویت ہلال" کا اعتبار کیا ہے۔ موجودہ زمانے میں ہمارے ملک میں سنہ شمسی رائج ہے۔ یہ انگریزوں کے دور کی بُری یادگار ہے، اور عام مسلمانوں کا بلا ضرورت سنہ ہجری قمری اسلامی کو چھوڑ کر سنہ شمسی مسیحی کو اختیار کر لینا بڑے افسوس کی بات ہے۔

امّتِ مسلمہ کے تمام فرقوں کا (باستثناء شیعہ اسماعیلیہ) اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام احکام شرعیہ کا دار و مدار "رویت ہلال" پر ہے، نہ کہ حرکت قمری کے حساب و شمار پر۔ علامہ مؤرخ مقریزی اپنی مشہور کتاب المواعظ والاعتبار فی الذکر الخطط والآثار میں لکھتے ہیں:

وقد عرفت ان شهور تاريخ الهجرة قمرية وايام كل سنة منه عدتها ثلاث مائة واربعة وخمسون يومًا وخمس وسدس يوم وجميع الاحكام الشرعية مبنية على روية الهلال عند جميع فرق الاسلام ماعدا الشيعة فان الاحكام مبنية عندهم على عمل شهور السنة بالحساب على ما ستراه فى ذكر القاهرة وخلفائها.

تم جان چکے ہو کہ تاریخ ہجرت کے مہینے قمری ہیں اور اس کے ہر سال کے ایام کی تعداد تین سو چوّن ۳۵۴ اور ایک خمس (۱/۵) اور ایک سُدس (۱/۶) دن ہے اور سارے اسلامی فرقوں کے نزدیک تمام احکام شرعیہ چاند دیکھنے ہی پر موقوف ہیں سوائے شیعۂ باطنیہ کے کہ ان کے یہاں ان احکام شرعیہ کا دار و مدار سال کے ان مہینوں پر ہے جو حساب سے بنتے ہیں جیسا کہ قاہرہ اور وہاں کے خلفاء کے تذکرہ میں تم کو معلوم ہوگا۔

ثم لمّا احتاج منجمو الاسلام الى استخراج مالابد منه من معرفة الاهلة وسمت القبلة وغير ذلك بنوا ازياجهم على التاريخ العربى وجعلوا شهور السنة العربية شهرًا كاملًا وشهرًا ناقصًا وابتدءوا

پھر جب منجمین اسلام کو ضروری چیزوں کے دریافت کرنے کی حاجت پیش آئی جیسے ہلالوں کا معلوم کرنا یا سمت قبلہ وغیرہ کا پتہ چلانا تو انھوں نے اپنی زیچوں (تقویموں) کی بنا تاریخ عرب پر رکھی اور عربی سال کے مہینے اس طرح قرار دیئے کہ ایک مہینہ کامل (یعنی تیس دن) اور ایک

بالمحرّم اقتداءً بالصحابة،
فجعلوا المحرّم ثلاثين يوما و
صفر تسعة وعشرين يوما و ربيع
الاول ثلاثين يومًا و ربيع الأخر
تسعة وعشرين يوما وجمادى الاولى
ثلاثين يومًا وجمادى الأخرة تسعة
وعشرين يومًا ورجب ثلاثين يومًا
وشعبان تسعة وعشرين يومًا ورمضان
ثلاثين يوما وشوال تسعة وعشرين
يوما وذا القعدة ثلاثين يومًا وذا الحجة
تسعة وعشرين يومًا وزادوا من
اجل كسر اليوم الذى هو خمس و
سدس يومًا فى ذى الحجة اذا سار
هذا الكسر اكثر من نصف يوم فيكون
شهر ذا الحجة فى تلك السنة ثلاثين يومًا
ويسمون تلك السنة كبيسة ويصير
عددها ثلاثمائة وخمس وخمسين ويجتمع فى
كل ثلاثين سنة من الكبيسة احد عشر يومًا.
والله تعالىٰ اعلم ـه

مہینہ ناقص (یعنی انتیس دن کا) اور سال
کی ابتداء صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی اقتدا میں
محرم سے رکھی، چنانچہ محرم کو تیس دن کا قرار
دیا اور صفر کو انتیس دن کا اور ربیع الاول کو
کو تیس دن کا اور ربیع الثانی کو انتیس دن کا،
اور جمادی الاولیٰ کو تیس دن کا اور جمادی الآخر
کو انتیس دن کا، اور رجب کو تیس دن کا اور
شعبان کو انتیس دن کا، اور رمضان کو تیس
دن کا اور شوال کو انتیس دن، اور ذیقعدہ کو
تیس دن کا اور ذی الحجہ کو انتیس دن کا اور ایک
دن کی اس کسر کی بناء پر جو ایک خُمس (⅕) اور
ایک سُدس (⅙) کی وجہ سے ہوتی ہے ذالحجہ میں ایک
دن کا اضافہ اس طریقہ سے کر دیا کہ یہ جب یہ کسر
نصف دن سے زیادہ ہو جائے تو اس سال کا
ماہ ذی الحجہ تیس دن کا ہوگا اور اس سال کو "سال
کبیسہ" کہتے ہیں اور یہ سال تین سو پچپن دن کا
ہوتا ہے اور ہر تیس سال میں کبیسہ کے جملہ دن
گیارہ ہوتے ہیں،

والله تعالیٰ اعلم

منجموں کے اُصول پر تقویم سازی کا طریقہ

اس تفصیل سے ناظرین کو یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ منجّمین نے جن اُصول پر اپنی تقویم
کو مرتب کیا ہے وہ اور ہے اور مسلمانوں میں جس اصول پر مہینوں کا شمار ہے، وہ اور ہے،

ـه ملاحظہ ہو کتاب مذکور بعنوان "تاریخ العرب" صفحہ ۳۰۵ - ۳۰۶

اسلامی شریعت کے اعتبار سے سال کا ہر مہینہ ایک رویت ہلال سے شروع ہوکر دوسری رویت ہلال پر ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن منجموں کے یہاں قمر کے بارہ دوروں کی مجموعی مدت کو جو تین سو چون دن اور ایک خمس اور ایک سدس دن پر مشتمل ہے۔ بارہ حصّوں میں تقسیم کرکے ان کے بارہ مہینے بناتے ہیں، اور چونکہ اس مدت کی تقسیم بارہ مساوی حصّوں پر بغیر کسر کے نہیں ہوسکتی اس لیے اس کسر کو دور کرنے کے لیے انہیں پورے تیس سال کا حساب لگانا پڑتا ہے، اور پھر تیس سال کے مجموعہ ایام کو حسب قاعدہ سابقہ اس طرح تقسیم کرتے ہیں کہ پہلا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا شمار کرتے ہیں اور دوسرا ہمیشہ انتیس دن کا، البتہ سال کبیسہ میں ذی الحجہ کو بھی تیس ہی دن کا مانتے ہیں۔ اس کی تفصیل ابوریحان بیرونی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے وہ لکھتے ہیں:-

واما تاریخ الهجرة فی الاسلام فانا اذا اردناه قسمنا ایام المحصلة علی سنة القمر الوسطی وهی ثلاثمائة واربعة وخمسون یوماً وخمس و سدس بان نضربها فی ثلاثین وهو اقل عدد له خمس وسدس ونقسم المجتمع علی عشرة الاف وستمائة وواحد وثلاثین وهو مضروب ثلاثمائة واربعة وخمسین فی ثلاثین مضافا الی ما اجتمع احد عشر التی هی مجموع خمسها وسدسها فما خرج فسنون تامة قمریة ومابقی الایام

اور اسلامی تاریخ ہجرت جب ہمیں مطلوب ہو تو اس تاریخ کے ایام محصلہ کو قمری سنہ وسطی پر جو تین سو چون ۳۵۴ دن اور ایک خمس اور ایک سدس دن کا ہوتا ہے، ہم تقسیم کریں گے، اس طریقہ پر کہ پہلے ان کو تیس میں ضرب دیں گے، کیونکہ تیس ہی وہ سب سے چھوٹا عدد ہے جس میں خمس بھی ہے اور سدس بھی اور پھر دس ہزار چھ سو اکتیس کے مجموعہ کو جو تین سو چون کو تیس میں ضرب دینے سے حاصل ہوتا ہے، مع ان گیارہ دنوں کے جو تیس خمس اور تیس سدس کا مجموعہ ہیں، تقسیم کر دیں گے اب جو خارج قسمت ہوگا وہ مکمل قمری سال ہونگے

ایام محصلہ سے مراد آغاز تاریخ سے لے کر یوم مطلوب تک دنوں کی مجموعی تعداد ہے۔

مضروبة في ثلاثين فاذا قسمناها على ثلاثين عاد القسم اياماً فناخذ منها للشهر ثلاثين يوماً وللشهر تسعة وعشرين ونبدأ من المحرم ومابقي لايتم شهرا فهو ما مضى من ذلك الشهر وعلى هذا يعمل في استخراج التاريخ في الزيجات فان سلك فيه طرق مختلفة فهي راجعة الى معنى واحد.

فاما على رؤية الهلال فيمكن ان يتوالى فيه شهران ناقصان و ثلاثة اشهر تامة ويمكن ان تزيد سنة القمر على المقدار المذكور وتنقص منه بسبب اختلاف الحركة.

(الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ صفحہ ۶۲)

اور جو باقی بچے گا وہ وہ دن ہونگے جو تیس میں ضرب دینے سے حاصل ہوتے تھے، پھر جب ہم نے ان کو تیس پر تقسیم کر دیا تو تقسیم سے دن بن گئے۔ اب ایک ماہ کے لیے تیس دن لیں گے اور دوسرے ماہ کے لیے انتیس، اور محرم سے شروع کریں گے اور ما بقی پورا مہینہ نہیں بنتا تو وہ اس مہینہ کا گذرا ہوا حصہ ہے، زیچوں (تقویموں) میں تاریخوں کے نکالنے کے لیے اسی قاعدہ پر عمل کیا جاتا ہے اور گو اس سلسلے میں مختلف طریقے استعمال میں لائے جائیں لیکن ان سب کا مرجع یہی ایک اصول ہے۔

لیکن رویت ہلال پر یہ ممکن ہے کہ دو مہینے مسلسل انتیس انتیس دن کے ہوں اور تین مہینے مسلسل تیس تیس دن کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حرکت قمر کے اختلاف کے باعث سال قمری مقدار مذکور سے زائد یا کم ہو جائے۔

ابوریحان بیرونی علم ہیئت و ریاضی کا مسلمہ امام ہے، اس کی اس تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ تقویم کا یہ حساب نہ تو رویت ہلال کے حساب کے موافق ہے اور نہ قمر کی حقیقی حرکت کے مطابق، بلکہ اس حساب میں تیس سال کے مجموعہ ایام کو بغیر اس کے کہ ان میں رویت ہلال کا یا قمر کی حقیقی حرکت کا لحاظ رکھا جائے محض اپنی سہولت کی خاطر فرضی طور پر اس طرح تقسیم کر دیا گیا ہے کہ ہر طاق مہینہ ہمیشہ تیس کا مانا جائے گا، اور ہر جفت مہینہ ہمیشہ انتیس کا، ما سوا ذی الحجہ کے کہ وہ سال کبیسہ میں باوجود جفت ہونے کے تیس ہی کا شمار ہوگا، اس طرح ہر تیس سال میں انتیس سال بسیطہ تین سو چون ۳۵۴ دن کے ہوں گے، اور گیارہ سال

کبیسہ تین سو پچپن ۳۵۵ دن کے ۔

شریعت میں منجّمین کے حساب کا کیوں اعتبار نہیں ؟

ابو ریحان البیرونی کی اس تفصیل سے شریعت مطہرہ کی یہ حکمت بھی معلوم ہوئی کہ اس نے سال کے بارے میں منجمین واہل تقویم کے حساب کا کیوں اعتبار نہیں کیا ، اور اس کے بجائے رویت ہلال کو مدارِ تاریخ ٹھہرایا ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں اعلان فرمایا کہ

جعل اللہ الاھلۃ مواقیت للناس فصوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فعدوا ثلاثین یوماً ۔ ے

اللہ تعالیٰ نے ہلالوں کو لوگوں کیلئے اوقات کی تعیین کا ذریعہ بنایا ہے ۔ لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور جب مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن شمار کرو ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے ، اس لیے وہ حقائق سے قطع نظر کر کے منجمین کا فرضی حساب کا کیوں پابند ہوتا ، دین اسلام میں اوقاتِ عبادات کی بنا ان حقائق ثابتہ پر رکھی گئی ہے جن کے معلوم کرنے میں سب کے لیے سہولت ہے ، اسلام کا قانونِ عدل ... اس بات کا روادار نہیں کہ عبادات کی بجا آوری تو سب پر یکساں فرض ہو مگر ان کے اوقات کا معلوم کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہ ہو بلکہ خاص منجمین اور مورخین کا حصہ ہو ، اسی حکمت کی بناء پر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اوقاتِ نماز کا تعین آفتاب کی گردش سے متعلق کیا ہے ، اور سال وماہ وروز کی تعیین " رویت ہلال " سے کی ہے ، ورنہ اگر ہماری شریعت

ے یہ حدیث مصنف عبدالرزاق میں اس اسناد کے ساتھ منقول ہے :۔ " عن عبد العزیز ابن ابی داؤد عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۲۲۵) اور محدث حاکم نیشاپوری اپنی مشہور کتاب المستدرک علی الصحیحین میں اس کو نقل کر کے لکھتے ہیں :۔ " صحیح الاسناد " ۔ یہ بھی واضح رہے کہ حافظ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں حاکم کی تصحیح کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیا ہے ۔ ملاحظہ ہو المستدرک اور اس کی تلخیص جلد ۱ ص ۴۲۳ طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۔

ہاں دوسری مذاہب کی طرح شمسی حساب کا اعتبار ہوتا یا قمری کی بنا رؤیت ہلال نہ
بانے تقویم پر رکھ دی جاتی تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ساری امت اپنے فرائض مذہبی
بجا آوری میں منجمین و موقتین کی محتاج ہو کر رہ جاتی جو حساب لگا لگا کر ان کو اوقات
بادت بتایا کرتے اور عید، بقر عید، روزہ اور حج وغیرہ کے ایام کا پہلے تعین کر دیا کرتے۔
س طرح مذہبی ارکان کی ادائیگی کی اجارہ داری ایک خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہو جاتی
ر اسلام میں برہمنیت اور پاپائیت کا ایک سلسلہ چل پڑتا جیسا کہ دوسرے مذاہب میں ہے
ر جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(مسلسل)

شاہ ولی اللہ کی تعلیم (اردو)

از

پروفیسر غلام حسین جلبانی

پروفیسر جلبانی ایم اے، سابق صدر شعبۂ عربی سندھ یونیورسٹی کے برسوں کے مطالعہ و تحقیق کا حاصل یہ کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے حضرت شاہ ولی اللہ کی پوری تعلیم کا احصاء کیا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا تھا اور قدر دان پڑھنے والوں کے اصرار پر دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا گیا ہے معیار طباعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

قیمت دس روپے

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

صدر - حیدرآباد - سندھ